جناب حافظ عنایت اللہ *

حدیث استخارہ اور استنباط مسائل وفوائد

اللہ تعالٰی نے حضورﷺ کو رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا آپﷺ انسانیت کیلئے عموماً اور اپنی امت کیلئے خصوصاً بڑے شفیق تھے‘ اللہ تعالیٰ نے آپﷺ کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ آپﷺ اہل ایمان کے لئے سراپا شفقت اور مجسم رحمت ہیں۔

بالمؤمنین رؤف الرحیم:(۱)

امت پر اسی بے پناہ شفقت کی بناء پر حضورﷺ نے اہل ایمان کو استخارے کی تعلیم دی ہے تاکہ وہ اپنے امور میں صلاح و فلاح سے فیضیاب ہوں اور اس بابرکت عمل سے استفادہ کر سکیں اور یہ کہ تمام حالات میں ان کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ رہے۔اس بارے میں استخارہ کے متعلق حضورﷺ کا فرمان مبارک یہ ہے:

عن جابر بن عبداللہ قال:کان النبیﷺ یعلمنا الاستخارۃ فی الامور کلها کالسورۃ من القرآن یقول : اذاهم احدکم بالامر فلیرکع رکعتین من غیر الفریضۃ ثم یقول:

اللهم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک تقدرولا اقدروتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب‘ اللهم ان کنت تعلم ان هذا الامر خیرلی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری‘ اوقال: فی عاجل امری وآجله‘ فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیه وان کنت تعلم ان هذا الامر شرلی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری‘ اوقال: فی عاجل امری وآجله‘ فاصرفه عنی واصرفنی عنه واقدرلی الخیر حیث کان ثم رضنی به‘ قال: ویسمی حاجته (۲)

حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ کے رسولﷺ ہمیں تمام معاملات میں

---

* لیکچرار اسلامیات گورنمنٹ ڈگری کالج نمبرا - ڈیرہ اسماعیل خان

استخارہ اسی طرح سکھایا کرتے تھے جس طرح قرآن پاک کی سورت کی تعلیم دیتے تھے' آپ ﷺ فرمایا کرتے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے دو رکعت نفل نماز ادا کرنی چاہئے پھر یہ دعا مانگی چاہیے۔

اے اللہ بے شک میں تیرے علم کے ذریعے تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں تیری ہی قدرت کے ذریعے قدرت طلب کرتا ہوں اور تیرے عظیم فضل میں سے کچھ فضل و کرم کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اس لئے کہ تو' تو بے شک (ہر کام کی) قدرت رکھتا ہے (جبکہ) میں (کسی کام کی از خود) قدرت نہیں رکھتا تو' تو (سب کچھ) جانتا ہے اور میں (کچھ بھی) نہیں جانتا اور تو ہی غیب کی تمام باتوں کو خوب اچھی طرح جاننے والا ہے۔ اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ کام میرے حق میں میرے دین' میری دنیاوی زندگی اور میرے انجام کار کے اعتبار سے یا فرمایا کہ میری دنیوی اور اخروی زندگی کے لحاظ سے میرے حق میں بہتر ہے تو' تو اس کو میرے لئے مقدر فرما دے' اسے میرے لئے آسان کر دے اور پھر اس میں میرے لئے برکت ڈال دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے دین و دنیا اور انجام کے لحاظ سے یا فرمایا میری دنیوی اور اخروی زندگی کے اعتبار سے میرے حق میں برا ہے' تو اس کام کو مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور جہاں (جس وقت اور جس کام میں) میرے لئے خیر ہو وہ میرے لئے مقدر کر دے اور پھر مجھے اس کام کے ساتھ راضی بھی رکھ (راوی کہتے ہیں کہ) اور اپنی ضرورت بیان کرے۔

حدیث استخارہ سے مستنبط ہونے والے مسائل:

استخارہ والی حدیث بہت سے مسائل اور عام فوائد پر مشتمل ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

صلوٰۃ استخارہ کا مشروع ہونا اور اس کے بعد دعا کا ہونا اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

(۱) نبی ﷺ کا اپنی امت کے لئے استخارہ کا اہتمام کرنا' ان پر شفقت کرنے اور ان کو دین و دنیا اور آخرت کی اچھائیوں کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

فی الحدیث شفقة النبی ﷺ علی امته و تعلیمهم جمیع ما ینفعهم فی دینهم و دنیاهم (۳)

حدیث استخارہ میں حضور ﷺ کی اپنی امت پر شفقت کا اظہار ہے اور اس میں انہیں اپنے دین و دنیا کے سارے امور میں فائدہ پہنچانے والی چیزوں کی تعلیم ہے۔

(۳) حدیث میں راوی کا یہ قول:

کان رسول الله ﷺ یعلمنا الاستخارة فی الامور کلها: عام ہے اور تمام امور پر مشتمل ہے جیسے کہ علامہ عینی فرماتے ہیں۔

قوله فی الامور کلها ای فی دقیق الامور وجلیها لانه یحب المومن رد الامور

كلها الى الله عزوجل والتبرو من الحول والقوة اليه۔[۴]

ان کے قول فی الامور کلہا کا مطلب یہ ہے کہ چھوٹے بڑے سارے معاملوں میں' کیونکہ بے شک مومن اپنے سارے معاملات کو خدا تعالیٰ کی طرف لوٹا دینا پسند کرتا ہے اور اسکی جناب میں اپنی طاقت اور قوت سے اظہار بیزاری کرتا ہے۔

یہاں امور سے مراد ہے امور مباح یعنی جائز امور میں استخارہ' کیونکہ واجب اور مستحب کے کرنے کیلئے استخارہ نہیں کیا جاتا' اور اسی طرح حرام اور مکروہ امور کے چھوڑنے میں بھی استخارہ نہیں ہوتا' یہاں اگر مستحب امور میں دو امر متعارض ہو جائیں تو جس سے ابتدا کرے جائز ہے۔

جہاں تک حدیث کے عموم کا تعلق ہے تو یہ عظیم امور کو بھی شامل ہے اور حقیر امور کو بھی کیونکہ بہت سے حقیر امور ایسے ہیں کہ ان پر ایک عظیم بات مرتب ہو جاتی ہے اس لئے آدمی کو چاہیے کہ وہ کسی امر کو اس کے حقیر ہونے کی وجہ سے حقیر نہ سمجھے کہ پھر اسکے اندر استخارہ چھوڑ دے کیونکہ حقیر امور کے بارے میں استخارہ چھوڑنے سے عظیم ضرر ہو سکتا ہے اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا: ليسأل احدكم ربه حتى فى شسع نعله[۵]

چاہیے کہ تم میں سے ہر شخص اپنے رب سے سوال کرے یہاں تک کہ اپنے جوتے کے تسمے کیلئے بھی۔

(۴) <u>قوله: كما يعلمنا السورة من القرآن:</u>

اس سے استخارہ کی اہمیت پر تنبیہ کی گئی ہے اور اسکی تاکید کی گئی ہے اور اس بات کی کہ یہ ایک پسندیدہ عمل ہے۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:

فيه دليل على الاهتمام بامر الاستخارة وانه متاكد مرغب فيه[۶]

اس میں استخارہ کے امر کے اہتمام کی طرف دلیل ہے اور اس میں استخارہ کی تاکید سمجھی جاتی ہے کہ وہ پسندیدہ عمل ہے۔

اسی طرح ملا علی قاری' شوکانی اور مبارکپوری وغیرہم نے بیان کیا ہے۔[۷]

اس حدیث میں استخارہ کی تعلیم کو قرآن کی تعلیم کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور یہ بات شدت اہتمام اور کمال توجہ کو واضح کرتی ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں: فيه اشارة الى الاعتناء التام بهذا الدعاء وهذا الصلاة لجعلهما تلوين الفريضة والقرآن۔[۸]

اس میں اس دعا کی طرف اور اس نماز کی طرف مکمل توجہ کرنے کا اشارہ پایا جاتا ہے' حضور ﷺ نے ان دونوں کو فریضہ اور قرآن کا رنگ دے دیا تشبیہ کی وجہ ان تمام باتوں میں احتیاج کا ہونا ہے جیسے کہ قرآں کی سورت سیکھنے میں احتیاج ہے ویسے یہاں استخارہ کے سیکھنے میں بھی احتیاج ہے اور یہ بھی احتمام ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ جیسے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی حدیث میں آچکا ہے تشہد کے بارے میں کہ یہ تشبیہ بھی ایسی ہو۔ علمني رسول الله ﷺ۔

وكفي بين كفيه التشهد كما يعلمني السورة من القرآن[۹]

رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد کی تعلیم دی میرا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا جیسا کہ آپ ﷺ نے مجھے قرآن کی سورت کی تعلیم دی۔ اوران سے ایک روایت یہ بھی ہے:

اخذت التشهد من فی رسول الله ولقنيها كلمة كلمة (۱۰)

میں نے رسول اللہ ﷺ کے منہ مبارک سے لیا، یعنی سنا اور آپ ﷺ نے مجھے اس کی تلقین کی ایک ایک کلمہ کر کے

امام ابن ابی جمرہ فرماتے ہیں کہ سورت قرآن اور استخارہ کی مشابہت کی وجوہات حسب ذیل ہوسکتی ہیں۔

(۱) قرآن مجید کی طرح دعائے استخارہ کے حروف اور ترتیب کو محفوظ رکھا جائے اور انمیں کوئی ردوبدل نہ کیا جائے

(۲) قرآن کی طرح دعائے استخارہ میں الفاظ کی کمی بیشی نہ کی جائے۔

(۳) استخارہ کی تعلیم عام سورت کی طرح فرض نہیں بلکہ مستحب ہے۔

(۴) قرآن کی طرح استخارہ کو پوری پوری اہمیت دی جائے، اس کی برکت کو ایک حقیقت سمجھا جائے اور اسکے احترام کو ملحوظ رکھا جائے۔

(۵) قرآن اور استخارے میں مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ دونوں خدا کی طرف سے وحی کے ذریعے سے بنے ہیں۔

(۶) قرآن کی طرح استخارے کو پڑھایا جائے اور اس کی محافظت کی جائے تاکہ بھول نہ جائے۔

امام ابن ابی جمرہ کا موقف یہ ہے کہ ان وجوہات میں سے ساری وجوہات بھی ہوسکتی ہیں اور چند ایک بھی اور اس سے زیادہ بھی ممکن ہیں۔ (۱۱)

بہر حال ان تمام باتوں کے علاوہ اور باتوں کا بھی احتمال ہوسکتا۔ واللہ اعلم (۱۲)

(۵) قوله ﷺ : اذا هم احدكم الامر : جب ارادہ کرے تم میں سے کوئی کسی کام کا۔

اصل میں ھمّ کے معنی اس ارادہ کے ہیں جو ابھی دل ہی میں ہو۔ (۱۳)

ارادہ سے مراد نکاح کا ارادہ، سفر کا یا اس کے علاوہ کسی اور چیز کے کرنے اور چھوڑنے کا ارادہ کرنا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی حدیث ابن مسعودؓ کو سامنے رکھتے ہوئے جہاں ھمّ کی جگہ ارادہ کا لفظ آیا ہے۔ ھمّ کے معنی ارادہ کرنے کیلئے لیتے ہیں۔ (۱۴)

شیخ الساعاتی کا خیال ہے کہ ھمّ سے یہاں مراد عزم ہے کیونکہ ھمّ کسی کام کے کرنے کے قصد کا آغاز ہے اور عزم کسی چیز کے حاصل کرنے کے لئے دیر تک رہنے والا قصد ہے اور ساتھ ہی اس چیز کے حصول کی رغبت بھی ہو۔ مطلب یہ ہوا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا عزم کرے کہ جس میں وہ خیر کا پہلو نہ جانتا ہو (۱۵)

ابن ابی جمرہ فرماتے ہیں: الوارد على القلب على مراتب، الهمة ثم اللمة ثم الخطرة ثم النية ثم الارادة ثم العزيمة، فالثلاثة الاولى لايواخذ بها بخلاف الثلاثة الاخرين

فقولہ "اذا ھم" یشیر الی اول مایرد علی القلب ' فیستخیر فیظھر لہ ببرکۃ الصلاۃ والدعاء ماھو الخیر ' بخلاف ما اذا تمکن الامر عندہ وقویت فیہ عزیمتہ وارادتہ فانہ یصیر الیہ میل وحب ' فیخشی ان یخفی عنہ وجہ الارشدیۃ لغلبۃ میلہ الیہ[۱۶]

دل پر آنے والی باتیں اسکے کئی درجے ہیں: (۱) ہمت (۲) لمت (۳) خطرہ (۴) نیت (۵) ارادہ (۶) عزیمت۔ پہلی تین پر کوئی مواخذہ نہیں ہوتا بخلاف آخری تینوں پر کہ ان پر ہوتا ہے' پس اس کے قول "اذا ھم " جب ارادہ کرتا ہے۔ یہ اشارہ ہے اس پہلے حال پر جو دل پر وارد ہوا ہے پس اس میں استخارہ کرتا ہے' پس اس پر نماز اور دعا کی برکت سے جو بہتر بات ہے وہ ظاہر ہوتی ہے۔ بخلاف اس کے کہ جب بات اس کے ہاں پختہ ہوجاتی ہے اور اس میں اس کی عزیمت مضبوط ہوجاتی ہے اور اس کی طرف میلان اور محبت ہوجاتی ہے پس بوجہ اس کی طرف میلان کے غلبہ کے صحیح بات کے پوشیدہ ہونے کا ڈر ہوتا ہے۔ ابن ابی جمرہ آگے فرماتے ہیں:

ویحتمل ان یکون المراد بالھم العزیمۃ[۱۷] اور ھمّ سے عزیمت مراد ہونے کا احتمال ہوسکتا ہے۔ کیونکہ استخارہ تو صرف اس خیال پر کیا جاسکتا ہے کہ جس کے کرگزرنے کا عزم ہو۔

(۶) قولہ ﷺ فلیرکع رکعتین: پس ضرور وہ ادا کرے دو رکعتیں:

یہ دو رکعت نماز نفل بہ نیت استخارہ پڑھنا مستحب امر ہے یہ کم سے کم تعداد دو رکعت ہے کہ جو حصول مقصد کیلئے مطلوب ہے۔[۱۸] کیونکہ ایک رکعت سے نماز نہیں ہوتی البتہ زیادہ رکعتیں پڑھی جاسکتی ہیں۔

(۷) قولہ ﷺ من غیر الفریضۃ: فرض کے علاوہ میں سے (نماز نافلہ میں سے)

نماز نافلہ جیسے کہ نماز تحیۃ المسجد یا نماز تحیۃ الوضو ہے' یہ نماز استخارہ اوقات مکروہہ کے علاوہ ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے۔[۱۹]

غیر الفریضہ کی شرط اس وضاحت کے لئے ہے کہ استخارے کی ان دو رکعتوں کو فجر کی دو رکعتوں سے الگ سمجھا جائے اسی طرح فجر کی دو سنتوں کو دعائے استخارہ مانگ لینے سے نماز استخارہ قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔[۲۰]

قاضی شوکانی فرماتے ہیں کہ استخارہ کے نفل' فرض' سنت اور مخصوص نفل نمازوں مثلاً تحیۃ المسجد وغیرہ کے بعد محض دعائے استخارہ پڑھ لینے سے ادا نہیں ہوتی لہٰذا الگ طور پر استخارہ کی نیت سے یہ نفل نماز پڑھنی چاہیے۔[۲۱]

اور یہ احتمال ہوسکتا ہے کہ نماز تطوع اور نافلہ کہنے کی بجائے ''من غیر الفریضۃ'' کہہ کر تعارف کرانے میں حکمت اور مصلحت یہ ہو کہ یہ نماز گو فرض نہیں تاہم اہم ضرور ہے۔

(۸) قولہ ﷺ اللھم انی استخیرک: اے اللہ میں تجھ سے ان دو امروں میں سے جو بہتر ہے طلب کرتا ہوں یا میں تجھ سے بہتر اور بہتری کو طلب کرتا ہوں' شیخ مبارک پوری نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ میں تجھ سے اس بات کا بیان کرنا طلب کرتا ہو کہ کون سی چیز میرے حق میں بہتر ہے[۲۲]

(۹) قولہ صلی اللہ علیہ وسلم بعلمک: ساتھ تیرے علم۔

اس میں ب تعلیل کے لئے ہے یعنی تحقیق تو سب سے زیادہ جانتا ہے۔ (۲۳)

ملاعلی قاری فرماتے ہیں: بسبب تیرے علم کے اور مراد یہ ہے کہ میں تجھ سے کرنے اور چھوڑنے کے دو کاموں میں سے بہتر کام کے لئے اپنے شرح صدر کی درخواست کرتا ہوں۔کیونکہ تیرا علم تمام امور کی کیفیات اور ان کی کلیات وجزئیات کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔انہی صفات کا مالک ہی درحقیقت بہتر کا احاطہ کرسکتا ہے۔ (۲۴)

اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہاں ب استعانت کے لئے ہو مراد یہ ہوگی کہ میں تجھ سے تیرے علم کا سہارا لے کر اور اسی کا واسطہ دے کر طلب خیر کرتا ہوں۔

(۱۰) قولہ صلی اللہ علیہ وسلم استقدرک: میں قدرت طلب کرتا ہوں تجھ سے۔

میں تجھ سے یہ طلب کرتا ہوں کہ تو مجھے اس کام کے کرنے کی قدرت دے دے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ معنی ہوں کہ میں تجھ سے یہ مانگتا ہوں کہ تو میرے لئے اس کام کا کرنا مقدر کردے یعنی مراد ہے آسان کردے۔ (۲۵)

(۱۱) قولہ صلی اللہ علیہ وسلم بقدرتک: تمہاری قدرت کے ساتھ۔

یعنی میں استخارہ کرتا ہوں تیری قدرت سے اس لئے کہ تو زیادہ قدرت والا ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ ب استعانت کی ہو یعنی میں استخارہ کرتا ہوں تیری مدد سے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے "بسم اللہ مجرھا و مرسٰھا (۲۶)

یعنی میں تیرے علم سے مدد حاصل کرتے ہوئے خیر طلب کرتا ہوں کیونکہ میں نہیں جانتا کہ کس چیز میں میری بہتری ہے اور طلب کرتا ہوں تجھ سے قدرت کیونکہ لاحول ولاقوۃ الا بک۔اور یہ احتمال بھی ہے کہ ب استعطاف کی ہو یعنی شفقت اور مہربانی طلب کرنے کے لئے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے قول "انعمت علی "میں ہے (۲۷)

یعنی اے اللہ میں تجھ سے بوجہ علم محیط اور تیری قدرت کاملہ کی وجہ سے استخارہ کرتا ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ ب سببیہ ہوا ی بسبب علمک یعنی تیرے علم کے سبب سے اور معنی یہ ہوں گے کہ میں تجھ سے طلب کرتا ہوں تیرے علم کے سبب کہ مجھ شرح صدر ہوجائے خیرالامرین یعنی ان دو امروں میں سے جو بہتر ہے۔کیونکہ ان امور کی کیفیات' ان امور کی جزئیات اور ان امور کی کلیات سب پر تیرا علم محیط ہے کیونکہ ان امور میں سے جو بہتر امر ہے اس کا احاطہ حقیقت میں تیرے سوا کوئی نہیں کرسکتا جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے: وعسیٰ ان تکرھوا شیئاً و ھو خیر الکم وعسیٰ ان تحبوا شیئاً وھو شرلکم واللہ یعلم وانتم لاتعلمون (۲۸)

(۱۲) قولہ صلی اللہ علیہ وسلم واسئلک من فضلک العظیم: میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے فضل عظیم میں سے کچھ فضل کا۔

ملاعلی قاری فرماتے ہیں: ای تعیین الخیر وتبیینہ وتقدیرہ وتیسیرہ واعطاہ القدرہ لی

علیہ۔[۲۹] یعنی میں تیرے عظیم فضل وکرم سے خیر کو متعین کرنے اس کو واضح کرنے اس کو میرے لئے مقدر کردینے اس کی آسانی پیدا کرنے اور اس پر مجھے قدرت عطا کردینے کا سوال کرتا ہوں۔
اس میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عطا کرنا یہ اس کا فضل ہے کسی کا حق نہیں ہے اور اسی طرح اس کی نعمتوں میں کسی کا اس پر حق نہیں ہے اہل سنت کا یہی مذہب ہے۔[۳۰]

(۱۳) قولہ ﷺ فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب:
پس بیشک تو ہی قدرت رکھتا ہے اور میں تو قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور آپ علام الغیوب ہیں۔
اس میں اشارہ ہے کہ علم اور قدرت اکیلے اللہ ہی کے لئے ہے اور بندہ کیلئے اس میں وہی کچھ ہے جو اللہ اس کیلئے آسان کردے اور دعا کا جو مقام ہے وہ اسی کے لائق ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ ان اللہ یحب الملحین فی الدعا[۳۱] بیشک اللہ تعالیٰ دعا میں الحا یعنی بار بار پڑھنے والوں کو پسند کرتا ہے۔
اسمیں یہ اشارہ بھی ہے کہ مومن پر واجب ہے کہ تمام امور کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے اور تمام قدرتوں اور طاقتوں سے برأت کا اظہار کرنے اور کسی چھوٹے اور بڑے امر کا ارادہ کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ وہ اسکو بہتر عمل پر آمادہ کرے اور برے عمل کو اس سے ہٹادے اور ہر امر میں اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی احتیاج کا اظہار کرے اور اپنی بندگی کا اظہار کرے اور سید المرسلین ﷺ کی سنت کے اتباع سے برکت حاصل کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے استخارہ کرے[۳۲]

(۱۴) قولہ ﷺ: اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر: ان کنت تعلم:
اگر تو جانتا ہے یقیناً تو جانتا ہے۔
طیبی فرماتے ہیں کہ ان (اگر) کے ہوتے ہوئے اس جملے کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ بے شک تو جانتا ہے اور کلام کو شک کے محل میں اس لئے رکھا گیا ہے کہ خدا کی طرف تفویض اور اس معاملے میں اس کے علم کے ساتھ راضی رہنے کے معنی پیدا ہوسکیں۔ اس کو اہل بلاغت تجاہل عارفانہ کہتے ہیں اور شک کی آمیزش کلام میں یقین کے معنوں میں ہوتی ہے[۳۳]
یہاں شک خدا کے اصل علم کے بارے میں نہیں بلکہ انسان کے اپنے خیر وشر جاننے کے بارے میں ہے[۳۴]
ھذا الامر: اس معاملے میں مراد یہ ہے کہ ھذا الامر کی جگہ زبان سے اس کام کا ذکر کرے مثلاً ھذا النکاح، ھذا البیع اور ھذا السفر وغیرہ کہے یا اپنے دل میں اس کام کا خیال لائے[۳۵]

(۱۵) قولہ ﷺ: خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری، او قال: فی عاجل امری وآجلہ
حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ یہاں راوی کو اس میں شک ہے آنحضرت ﷺ نے فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری تینوں الفاظ کی جگہ فی عاجل امری وآجلہ فرمایا تھا یا صرف آخری دولفظوں

معاشی وعاقبة امری کی جگہ فی عاجل امری و آجلہ پڑھنے کیلئے ارشاد فرمایا۔ حدیث ابی سعید الخدری اور حدیث ابن مسعود میں عاقبة امری پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت ابوایوب انصاریؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کی مرویات میں بھی اس نوعیت کا کوئی شک واقع نہیں ہوا۔(۳۶)

کرمانی فرماتے ہیں کہ چونکہ یقینی طور پر یہ معلوم نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس مقام پر کیا الفاظ ارشاد فرمائے تھے لہذا دعا مانگنے والے کو یہ دعا تین بار مانگ لینی بہتر ہوگی۔ پہلی دفعہ فی دینی و معاشی وعاقبة امری کہنا چاہیے دوسری دفعہ فی عاجل امری و آجلی اور تیسری دفعہ فی دینی وعاجلی آجلی کہہ لینا چاہیے۔(۳۷) شیخ حسن شرنبلالی کہتے ہیں کہ دونوں روایتوں کو اکٹھا کر لینا چاہیے پس عاقبة امری وعاجلہ و آجلہ کہنا چاہیے۔(۳۸)

یہاں دین کو مقدم کیا کیونکہ تمام امور میں یہی اہم ہے پس جب دین محفوظ ہوگا تو خیر حاصل ہوگی لیکن جب دین مختل ہوگا تو اس کے بعد کوئی خیر نہیں۔(۳۹)

(۱۶) قولہ ﷺ: فاقدرہ لی، ویسرہ لی، ثم بارک لی فیہ:

پس تو مقدر کر دے اسے، میرے لئے اس کو آسان بنا دے پھر میرے لئے اس میں برکت دے دے۔

اس حدیث میں قدر کا ذکر دوبار آیا ہے اور یہ عبارت ہے اس سے کہ جس کا فیصلہ اللہ نے کیا ہے اور جس امر کا حکم اللہ نے کیا ہے اور یہ مصدر ہے قدر یقدر قدراً، قدراً بھی ہے اور قدر بھی (دال ساکن کے ساتھ) اسی لفظ میں سے لیلۃ القدر کا لفظ ہے کہ جس کے اندر لوگوں کے ارزاق مقرر کئے جاتے ہیں اور فیصلہ کیا جاتا ہے اور اسی سے حدیث استخارہ ہے بعض کہتے ہیں اس کا معنی یسرہ لی یعنی میرے لئے اسے آسان کر دئے ہے پس اس کے بعد آنے والا قول عطف تفسیری ہوگا۔ ثم بارک لی فیہ یعنی زیادہ کر تو اچھائی کو اور برکت کو جو تو میرے لئے مقدر کرے اور آسان کرے۔

(۱۷) قولہ علیہ السلام: فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ: پس اسے (شر کو) تو پھیر دے مجھ سے اور تو پھیر دے مجھے اس (شر) سے۔

یعنی میرے اور اس شر کے درمیان میں دوری پیدا کر دے مجھے اس کے کرنے کی طاقت نہ دے اور میرے لئے اس کے کرنے اور عملی جامہ پہنانے میں دشواری اور مشکل پیدا کر دے۔ واصرفنی عنہ اس میں قول فاصرفہ کی تاکید ہے کیونکہ انسان شر سے دور نہیں ہوتا جب تک کہ وہ خود اس شر سے دور نہ کر دیا جائے۔ یہ بھی درست ہے کہ فاصرفہ سے یہ مراد لی جائے کہ مجھے اس کے کرنے کی قدرت نہ دی جائے اور اصرفنی عنہ سے مراد یہ ہوگی کہ میرے دل کو اس شر سے پھیر دے یہاں تک کہ دل بھی اس میں مشغول نہ رہے۔(۴۰)

قاضی شوکانی فرماتے ہیں کہ ان جملوں میں جس بات میں بھلائی نہ ہو تو اس سے پھیر دینے کے تمام پہلوؤں

کی کامل ترین طلب ہے۔اس میں صرف برائی کو پھیر دینے کی درخواست نہیں کی گئی بلکہ اگر دل بھی اس کے حاصل کرنے کا آرزومند رہے تو اس کے دل کو کبھی اطمینان نصیب نہیں ہو سکے گا۔ (۴۱)

اس حدیث میں اہل سنت کی یہ دلیل ہے کہ شر بھی اللہ کی تقدیر میں سے ہے کیونکہ جب وہ خیر کی ایجاد پر قادر ہے تو اس کے پھیرنے پر بھی ضرور قادر ہے۔

(۱۸) قولہ ﷺ: رضنی بہ : مجھے راضی کردے اس کے ساتھ

رضنی کا فعل امر (مصدر) ترضیہ سے بنا ہے اور یہ کسی چیز کو راضی کر دینے کو کہتے ہیں (۴۲)

بعض روایات میں ارضنی بہ آیت جوار ضنا (راضی کرنے) سے ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ خدا مجھے شر دور ہو جانے اور خیر کے حاصل ہونے پر راضی کر دے۔

قاضی شوکانیؒ فرماتے ہیں: جب انسان کیلئے خیر مقدر ہو جائے اور وہ اس پر راضی نہ ہو تو اس کی زندگی مکدر ہو جائے گی اور خدا کے فیصلے اور تقدیر پر راضی نہ ہونے کی وجہ سے گناہ گار بھی ہوگا۔حالانکہ جس پر وہ راضی نہیں ہوا وہ خیر ہی تھا۔ (۴۳)

رضنی بہ یا ارضنی بہ میں بہ (اس کے ساتھ) کی بجائے طبرانی کی معجم اوسط میں حدیث ابن مسعودؓ کے مطابق رضنی بقضائک (تو اپنے فیصلے پر مجھے راضی کر دے) اور حدیث ابی ایوب انصاریؓ میں رضنی بقدرتک (اپنی قدرت ہی کیساتھ مجھے راضی کر دے) کے الفاظ ہیں (۴۴) حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنی ایک حدیث میں رضنی بقدرتک (اپنی قضا و قدرت پر مجھے راضی کر دے) کے الفاظ نقل کیے ہیں (۴۵)

(۱۹) ویسمی حاجتہ اور (استخارہ کرنے والا) نام لے اپنی ضرورت کا:

یہ حضورﷺ کے فرمان یعنی حدیث قولی کا حصہ نہیں ہے بلکہ راوی کا قول ہے یہ حاجت کا بیان کرنا دعا میں ھذا الامر کے مقام پر ہوگا۔حرف مدعا زبان پر لانا چنداں ضروری نہیں پس دل میں استحضار اور نیت میں اس کام کو متعین کر لینا کافی ہوگا۔ (۴۶) امام قسطلانی کا خیال یہ ہے کہ دعا پڑھنے کے بعد زبان سے اپنی حاجت خدا کے سامنے بیان کرے یا دعا کے دوران دل میں اپنی حاجت کو متحضر کرے۔ (۴۷)

مصادر ومراجع

(۱) القرآن : "سورۃ یونس" آیت ۱۲۸

(۲) امام بخاری، محمد بن اسماعیل ۲۵۶ھ "الادب المفرد" المکتبۃ الاثریۃ، شیخوپورہ، س ن ص ۱۸۲، ۱۸۳۔

امام بخاری، محمدبن اسماعیل ۲۵۶ھ "صحیح بخاری" دارالکتب العربیۃ، مصر ۱۹۷۷ء

۱۔ کتاب التہجد، باب ماجاء فی التطوع مثنی مثنی، ج ۳، ص ۴۸

۲۔ کتاب الدعوات، باب الدعا، عندالاستخارۃ، ج ۱۱، ص ۱۸۳

۳. کتاب التوحید ' باب قول اللہ تعالیٰ (قل ھوالقادر) ج ۱۳ ص ۳۷۵

امام ابوداؤد' سلیمان بن الأشعث السجستانی ۲۷۵ھ : "سنن ابی داؤد" دارالفکر ' بیروت ۱۴۱۴ھ

کتاب الصلاۃ' باب فی الاستخارۃ' ج ۱ ص ۵۲۸

امام ترمذی ' محمد بن عیسیٰ الترمذی ۲۷۹ھ : "سنن ترمذی" دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ

کتاب الوتر' باب ماجاء فی صلاۃ الاستخارۃ ' ج ۲ ' ص ۵۰۶

امام نسائی ' احمد بن شعیب النسائی ۳۰۳ھ :"سنن نسائی" داراحیاء التراث العربی' بیروت س ن'

کتاب النکاح ' باب کیف الاستخارۃ ' ج ۶ ' ص ۸۰

امام ابن ماجہ' محمد بن یزید القزوینی ۲۷۵ھ: " سنن ابن ماجہ" داراحیاء التراث العربی ' بیروت ۱۳۹۵ھ

کتاب الاقامۃ ' باب صلاۃ الاستخارۃ' ج ص ۴۴۰

امام احمد بن حنبل' ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی ۲۴۱ھ:"مسند امام احمد" المکتب الاسلامی ' بیروت ۱۳۸۹ھ ج ۳ ص ۳۴۴........... ابن ابی شیبہ ' عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ۲۳۵ھ : المصنف فی الاحادیث والآثار" دارالسلفیۃ ' ھند ۱۳۹۹ھ 'ج ۷ ص ۶۴

ابن ابی حاتم' عبدالرحمن بن محمد الرازی ابن ابی حاتم ۳۲۷ھ : الجرح والتعدیل" دائرۃ المعارف العثمانیہ' ھند ۱۲۷۱ھ ' ج ۵ ص ۲۹۵

امام بغوی ' حسین بن مسعود البغوی ۵۱۶ : " شرح السنۃ " المکتب الاسلامی ' بیروت ۱۴۰۳ھ' ج ۴ص ۱۵۳

محمد بن علان الشافعی: " الفتوحات الربانیۃ علی الأذکار النواویۃ" داراحیاء التراث العربی ' بیروت س ن' ج ۳'ص ۳۴۵ .... البیھقی' امام ابوبکر احمد بن حسین البیھقی ۴۵۸ھ :"سنن الکبریٰ" دائرہ المعارف النظامیہ ھند ۱۳۵۵ھ' ج ۳' ص ۵۳.

ابن عدی 'ابو احمد عبداللہ بن عدی الجرجانی: "الکامل فی ضعفاء الرجال" دارالفکر 'بیروت س ن' ج۴'ص ۳۰۷

ابن حجر عسقلانی ' شھاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن ابی بکر الشافعی ۸۵۲ھ :تھذیب التھذیب" احیاء التراث العربی' بیروت ۱۴۱۳ھ' ج۵ ص ۱۸۵

ابن قدامی ' شمس الدین ابن قدامی المقتدینی :" المغنی والشرح الکبیر" دارالکتاب العربی ' بیروت س ن' ج ۱ ص ۹۷

تقی الدین محمد بن احمد الفتومی الحنبلی : " منتھی الارادات" موئسسۃ الرسالۃ' بیروت ۱۴۱۹ھ: ج ۱ ص ۲۷۶

النووی' امام ابوزکریا محی الدین بن شرف النووی: "کتاب المجموع" داراحیاء التراث العربی' بیروت ۱۴۲۲ھ 'ج ا ص ۲۷۷ .... مولانا محمد ادریس کاندھلوی : "التعلیق الصبیح علی مشکوٰۃ المصابیح" المکتبۃ العثمانیۃ لاھور س ن' ج ۲ س ۱۱۴ .... امیر علاؤ الدین علی بن بلبان الفارسی ۷۳۰ھ: "الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان" دارالکتب العلمیہ ' بیروت س ن 'ج ۲ ص ۱۲۳

(۳) فتح الباری ج ۱۱ ' ص ۱۵۶ (۴) "عمدۃ القاری" ج ۱۱ ص ۲۳

(۵) سنن ترمذی" ج ۱۰ ' ۵۸' "فتح الباری" ج ۲ص ۳۰۰

(۶) "عمدۃ القاری" ج ۷ ص ۲۲۳ (۷) مرقاۃ المفاتیح " ج ۳ ص ۴۰۱' "نیل الاوطار" ج ۳ ص ۸۸

محمد عبدالرحمن بن عبدالرحیم مبارکپوری: " تحفۃ الأحوذی شرح جامع الترمذی" دارالکتاب العربی' بیروت س ن' ج ۲ ص ۵۰۲ (۸) "فتح الباری" ج ۷ ص ۱۸۵

(۹) "صحیح بخاری" ج ۱۱ ص ۵۶ ' "صحیح مسلم" ج ۴ ص ۹۹
(۱۰) الطحاوی' امام ابی جعفر احمد بن محمد الطحاوی : "شرح معانی الآثار" انوار المحمدیہ' مصر ص ن '
ج ۱ ص ۲۶۲ (۱۱) ابن ابی جمرہ' امام العارف ابی محمد عبداللہ بن ابی جمرۃ الازدی
الاندلسی: بھجۃ النفوس شرح مختصر صحیح بخاری" دارالجیل' بیروت ۱۹۷۲' ج ۲ ص ۸۷
(۱۲) "فتح الباری" ج ۱۱ ص ۱۸۴' عمدۃ القاری" ج ۷ ص ۲۲۳
(۱۳) راغب اصفہانی' ابی القاسم الحسین بن محمد بن المفضل ۵۰۲ ھ :" المفردات فی غریب القرآن"
دارالمعرفت' بیروت س ن ' ص ۲۰۱ (۱۴) "فتح الباری" ج ۱۱ ص ۱۵۴
(۱۵)شیخ احمد عبدالرحمن البنا الساعاتی "بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی" مصطفی البابی' مصر ۱۳۵۵ھ'
ج ص ۴۶ (۱۶) "بھجۃ النفوس " ج ۲ ص ۸۸ (۱۷) "بھجۃ النفوس " ج ۲ ص ۸۸
(۱۸) "مرقاۃ المفاتیح " ج ۳ ص ۲۰۶ (۱۹) "مرقاۃ المفاتیح " ج ۳ ص ۲۰۶
(۲۰) "فتح الباری" ج ۱ س ۱۵۴ (۲۱) "نیل الاوطار" ج ۳ ص ۸۳
(۲۲) شیخ ابوالحسن عبیداللہ مبارکپوری: "مرعاۃ المفاتیح" نامی پریس لکھنؤ ' دھلی ۱۳۷۸' ج ۲ ص ۲۴۷
(۲۳) "نیل الاوطار" ج ۳' ص ۸۴ (۲۴) مرقاۃ المفاتیح" ج ۲ ۳ص ۲۰۶
(۲۵) امام شھاب الدین قسطلانی : ' ارشاد الساری" الامیریہ بولاق ' مصر س ن ' ج ۹ ' ص ۲۱۷
امام ابن العربی المالکی: "عارضۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی" دارالفکر' بیروت ۱۴۱۵ھ ' ج ۱ ص ۴۲۴
امام شمس الدین ' محمد بن یوسف کرمانی: "الکواکب الدراری شرح البخاری" البھیۃ المصریہ' مصر
۱۳۶۵ھ' ج ۵ ص ۲۱۰ "عمدۃ القاری " ج۷ ص ۲۲۴' (۲۶) القرآن "سورۃ ھود "آیت ۴۱
(۲۷) القرآن "سورۃ القصص " آیت ۱۷ (۲۸) القرآن " سورۃ البقرۃ " آیت ۲۱۶ .. "فتح الباری" ج ۱۱ ص ۱۸۶
(۲۹) "مرقاۃ المفاتیح " ج ۳ ص ۲۰۶ .... "شرح کرمانی " ج ۵ ' ص ۲۱۰
(۳۰) شیخ خلیل احمد سھارنپوری: "بذل المجھود فی حل ابی داؤد " دارالمفکر بیروت س ن' ج۷ص ۳۹۶
(۳۱) العقیلی' حافظ محمد بن عمرو العقیلی: "الضعفاء الکبیر" دارالکتب العلمیہ' بیروت س ن ' ج ۴' ص ۴۵۲
(۳۲) "عمدۃ القاری" ج ۷ ص ۲۲۵ (۳۳) "مرقاۃ المفاتیح " ج ۳ ص ۲۰۷
(۳۴) "شرح الکرمانی" ج ۲۲ ص ۱۶۹ ... "فتح الباری " ج ۱۱ 'ص ۱۵۵
(۳۵) "شرح الکرمانی" ج ۲۲ ص ۱۷۰ (۳۶) "فتح الباری " ج ۱۱ ص ۱۵۵
(۳۷) "شرح الکرمانی" ج ۲۲ ص ۱۶۹ "ارشاد الساری" ج ۹ ص ۲۱۷
(۳۸) شیخ حسن شرنبلالی : مراقی الفلاح شرح نورا لایضاح" دارالکتب العربیہ ' مصر س ن ' ص ۷۳
(۳۹) "فتح الباری " ج ۱۱ ص ۱۸۶ (۴۰) "مرقاۃ المفاتیح " ج ۳' ص ۲۰۸
(۴۱) "نیل الاوطار' ج ۳' ص ۱۸۴ ..... "عارضۃ الاحوذی " ج ا ص ۴۶۵
(۴۲) "مرقاۃ المفاتیح " ج ۳ ص ۲۰۸ (۴۳) "نیل الاوطار" ج ۳ ص ۸۴
(۴۴) "فتح الباری" ج ۱ ص ۲۵۶ (۴۵) "مرقاۃ المفاتیح" ج ۳ ص ۲۰۹
(۴۷) "ارشاد الساری " ج ۹ ص ۲۱۷